حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ اور آپ کے
مشہور تلامذہ کی علمی وملی خدمات

ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ کراچی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم حضور اکرم ﷺ کی امت میں ہر دور میں ایسے علماء پیدا کئے جو آپ کے ورثا کی حیثیت سے اپنے اپنے زمانوں میں دینِ اسلام کی بھرپور طریقے سے خدمات انجام دیتے رہے۔ ایسے ہی جلیل القدر علماء میں چودہویں صدی ہجری میں ایک ہمہ جہت شخصیت حضرت محدث سورتی مولانا وصی احمد علیہ الرحمہ کی بھی ہے۔ آپ کا نسبی تعلق صحابیٔ رسول حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے تھا۔ جبکہ خواجہ رضی حیدر صاحب نے اسی حوالے سے سہیل بن حنیف لکھا ہے۔ (مولانا محمود احمد قادری کے مضمون، مطبوعہ معاف اعظم گڑھ، قسط اوّل، ص ۱۹۲؍ پر آپ کا سلسلۂ نسب محمد بن حنفیہ (علوی) سے بتایا گیا ہے)

مختصر سوانحی خاکہ

ا۔ ولادت:

راندیر، ضلع سورت، ۱۲۵۲ھ؍۱۸۳۶ء، بعہد معین الدین اکبر شاہ ثانی (۱)

۲۔ نام ونسب:

وصی احمد ابن مولانا محمد طیب ابن مولانا محمد طاہر ابن مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد ابراہیم۔ صاحبِ تذکرہ علماء اہلسنت نے آپ کے اجداد کی آمد مدینہ منورہ سے سورت لکھی ہے جبکہ خواجہ رضی حیدر صاحب نے انہی کے حوالے سے ''تذکرہ محدث سورتی'' کے ص ۳۰؍ پر عراق سے بغرض تجارت ہندوستان آمد لکھی ہے۔ آپ کے اجداد (مولانا محمد ابراہیم) مدینہ منورہ سے بعہد شاہجہاں بندرگاہِ سورت سے ہندوستان پہنچے۔ (۲) تذکرہ علمائے اہلسنت میں محمود احمد قادری صاحب نے ص ۲۵۷؍، دادا کا نام محمد قاسم ابن مولانا محمد طاہر لکھا ہے۔ جبکہ ''تذکرۂ محدث سورتی'' میں خواجہ رضی حیدر صاحب نے ص ۳۱؍ پر مولانا محمد طاہر کو مولانا محمد قاسم کا صاحبزادہ لکھا ہے۔

۳۔ تعلیم وتربیت:

تسمیہ کی رسم دادا بزرگوار نے ادا کرائی۔ والد ماجد سے تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ (۳)

۴۔ہجرت وواپسی:

عمر کی اکیسویں منزل میں ۱۸۵۷ء/۱۲۷۳ھ میں آپ کے خاندان کے متعدد افراد انگریزوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، جن میں آپ کے دو حقیقی بھائی بھی شامل تھے۔آپ کے دادا بزرگوار کا سامانِ تجارت جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور مکان پر فوج نے قبضہ کرلیا۔آپ اپنے والدین اور چھوٹے بھائی مولانا عبداللطیف کے ساتھ کئی دن روپوش رہنے کے بعد کسی طرح عراق پہنچ گئے۔تین سال کے بعد وہاں سے حج وزیارت کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے، حج کے بعد چند ماہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے، پھر راندیر واپس آرہے تھے کہ والد ماجد نے سفرِ آخرت اختیار کیا، راندیر پہنچنے کے کچھ عرصے بعد والدہ ماجدہ نے بھی داغِ جدائی دیا۔(۴) (آپ کی والدہ حضرت مولانا خیرالدین محدث سورتی کی نواسی تھیں)

۵۔تعلیمی اسفار:

والدین کی رحلت کے بعد چھوٹے بھائی کو لے کر تحصیل وتکمیل علوم کی غرض سے دہلی کے مدرسہ حسین بخش میں (۱۸۶۰ء/۱۲۷۷ھ) میں پہنچے، اس کے بعد علی گڑھ میں استاذ العلماء مولانا محمد لطف اللہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر دونوں بھائیوں نے علوم وفنون کی تکمیل کی۔(تذکرہ محدث سورتی ص ۴۵ پر مدرسہ فیض عام، کانپور ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء لکھا ہے) ۱۸۶۵ء/۱۲۸۲ھ میں سہارنپور محشی بخاری مولانا احمد علی المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کے پاس پہنچے اور ان کے درس حدیث میں شرکت کر کے سند واجازت حاصل کی۔(۵)

۶۔سلسلۂ بیعت:

حضرت مولانا لطف اللہ کے ایما ومشورہ سے گنج مرادآباد پہنچ کر حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ سے بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا اور سند حدیث کے ساتھ سند خلافت بھی پیرومرشد نے مرحمت فرمائی۔(۶)

۷۔دینی وملی خدمات:

مغربی علوم کے مضمرات کے انسداد کیلئے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے مشورے سے علماء کی ایک مختصر وفعال جماعت ملک کے مختلف گوشوں میں دورہ کرنے کے لئے آپ کی قیادت میں روانہ ہوئی۔جس کے اراکین مولانا محمد علی واعظ دہلوی، مولانا شاہ احمد حسن کانپوری، مولانا سید محمد علی کانپوری (کانپوری صاحب مجلس ندوۃ العلماء کے قیام کے بعد پلٹا کھا کر دیوبندیت نواز ہوگئے اور شامت اعمال سے پھر ان کو توبہ کی توفیق نہ ہوسکی) تھے۔(۷)

''تین ماہ سے زیادہ دنوں تک آپ مشرق میں ڈھاکہ، سلہٹ، چاٹگام، نواکھالی، میمن سنگھ اور کشور گنج، اور مغرب میں ملتان، لاہور، سیالکوٹ کا دورہ کرتے رہے۔بنگال میں مولانا عبدالحئی اسلام آبادی اور پنجاب میں مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی وجہ سے کافی کامیابی ہوئی۔۱۸۶۷ء/۱۲۸۸ھ کے نصف اوّل میں آپ اپنے مخلص پیر بھائی

حکیم خلیل الرحمٰن پیلی بھیتی کی دعوت اور پیر و مرشد کے حکم سے علوم و فنون کی ترویج کیلئے پیلی بھیت تشریف لے گئے''(۸)

''آپ تقریباً ایک سال حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضر رہنے کے بعد ۱۲۸۸ھ/۱۸۶۷ء کے اوائل میں کانپور پہنچے۔ آپ کو مدرسۂ فیض عام میں باقاعدہ مدرس مقرر کر دیا گیا۔ مولانا محمد علی مونگیری نے آپ کو دارالافتاء کی ذمہ داری بھی سپرد کی کیونکہ مولانا خود بیک وقت یہ تمام ذمہ داریاں پوری کرنے سے قاصر تھے۔ مولانا وصی احمد کی مہر سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے ۱۲۸۸ھ میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا کیونکہ اس مہر پر ۱۲۸۸ھ کندہ ہے''

''مولانا وصی احمد نے تقریباً آٹھ سال تک مدرسہ فیض عام میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ اس دوران آپ نے احادیث اور فقہ کی کتب کا بغور مطالعہ کیا اور نسائی شریف کا حاشیہ تحریر کرنا شروع کیا جو تقریباً ۱۲۹۴ھ میں مکمل ہوا''(۹)

''مدرسہ فیض عام میں ملازمت کے دوران ہی مولانا وصی احمد نے علم طب کے حصول کی جانب توجہ فرمائی اور لکھنؤ جھوائی ٹولہ کے معوف طبیب حکیم عبدالعزیز کی کتابوں سے استفادہ شروع کیا۔ ابتدا میں تو حکیم عبدالعزیز سے مولانا وصی احمد بذریعہ خط و کتابت معلومات حاصل کرتے رہے لیکن جب حکیم عبدالعزیز نے مولانا کی رغبت کا اندازہ لگایا تو لکھنؤ طلب کر لیا، جہاں مولانا وصی احمد نے تقریباً چھ ماہ حکیم عبدالعزیز کے نائب کی حیثیت سے ان کے مطب میں خدمات انجام دیں اور سند حاصل کر کے واپس کانپور آ گئے''(۱۰)

''مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفا عطا فرمائی تھی۔ مریض دور دراز سے آپ کو خطوط لکھتے اور مرض کی نوعیت بیان کر کے نسخہ منگواتے تھے''(۱۱)

پیلی بھیت میں حافظ الملک حافظ رحمت خان روہیلہ شہید کی بنائی ہوئی جامع مسجد میں ان کے قائم کردہ ''مدرسہ حافظ العلوم'' میں مولانا وصی احمد صدر مدرس مقرر ہوئے۔(۱۲) ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں جامع مسجد سے متصل ہی آپ نے ایک وسیع قطعہ اراضی مدرسہ کے لئے خریدا، اسی سن میں علمائے رامپور، بدایوں، پنجاب کی موجودگی میں ہمام العصر مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ نے سنگِ بنیاد رکھا اور تین گھنٹہ فن حدیث پر تقریر فرمائی، اس نئے مدرسہ کا نام ''مدرسۃ الحدیث'' رکھا گیا۔(۱۳)

مولانا وصی احمد نے پندرہ سال ''مدرسہ حافظ العلوم'' میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اس دوران آپ نے تصنیف و تالیف کی جانب بھی توجہ دی اور جلالین و بیضاوی کی تفسیر شروع کی۔ محدث سورتی چونکہ حنفی المسلک تھے اس لئے غیر مقلد وہابی اور اہلِ حدیث کا رد فرماتے تھے۔ تقلید کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے اور فقہ حنفی کے حق میں مدلل ثبوت پیش کرتے۔(۱۴)

''مدرسۃ الحدیث'' کے قیام کا چرچا پورے ہندوستان میں بہت جلد عام ہو گیا اور ہر طرف سے طالبانِ علم پیلی بھیت

آنے لگے۔ان طالب علموں میں پنجابی، پٹھان اور بنگالی طالب علموں کی اکثریت تھی۔حضرت محدث سورتی نے تقریباً بیس سال اس مدرسے میں حدیث شریف کا درس دیا اور لاتعداد طالب علم یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر پورے ہندوستان میں پھیل گئے'' (۱۵)

جناب محمود احمد قادری نے لکھا کہ: علوم وفنون کے علاوہ آپ نے مستقل چالیس برس حدیث شریف کا درس دیا۔ آپ کے درسِ حدیث کی دور دور تک شہرت تھی، دہلی، سہارنپور، کانپور، رامپور، جون پور، علی گڑھ اور لاہور سے علوم کی تحصیل کر کے طلبہ آپ کے درسِ حدیث میں شرکت کیلئے پہنچتے تھے۔نمازِ فجر کے بعد سے ظہر تک اور ظہر سے آدھی رات تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ وقت تک درس جاری رہتا تھا۔(۱۶) درسِ حدیث میں مولوی احمد علی سہارنپوری آپ کو اپنا جانشین کہتے تھے۔(۱۷)

۱۳۱۷ھ میں پٹنہ کے قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے پٹنہ میں ''مدرسہ حنفیہ'' قائم کیا، مدرسہ کی افتتاحی تقریب میں ہندوستان کے نامی گرامی علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی۔مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا عبد القیوم بدایونی، مولانا سلامت اللہ رامپوری اور مولانا وصی احمد محدث سورتی نے بھی اس تقریب میں شرکت کی۔اس موقع پر قاضی عبدالوحید نے حضرت محدث سورتی کو مدرسہ کے صدر مدرس کی حیثیت سے پٹنہ میں قیام کی دعوت دی۔حضرت محدث سورتی نے اس خدمت کو قبول کرلیا اور پیلی بھیت میں مولانا عبدالقادر بدایونی کے صاحبزادے مولانا عبدالمقتدر بدایونی کو ''مدرسۃ الحدیث'' میں دورۂ حدیث کے لئے مامور فرمایا اور خود ''مدرسہ حنفیہ'' میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔(۱۸)

> ''مولانا وصی احمد محدث سورتی نے تقریباً دو سال پٹنہ میں قیام فرمایا اور جب ''مدرسہ حنفیہ'' چل نکلا تو آپ واپس پیلی بھیت تشریف لے آئے، جہاں طالبانِ علم آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔'' (۱۹)

محدث سورتیؒ نے ۱۲۸۵ھ سے مدرسۂ فیض عام کانپور میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ تا دمِ آخر یعنی ۱۳۳۴ھ تک جاری رہا۔اس لحاظ سے آپ نے تحریرِ افتا کا فریضہ تقریباً پچاس برس تک انجام دیا۔

پٹنہ سے ''تحفۂ حنفیہ'' کے اجرا کے بعد مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی نے جو محدث سورتی کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے، آپ کے فتویٰ کی نقل کو ''تحفۂ حنفیہ'' میں شائع کرانا شروع کیا لیکن یہ سلسلہ بھی تادیر یوں قائم نہ رہ سکا کہ قاضی عبدالوحید عظیم آبادی نے جو ''تحفۂ حنفیہ'' کے مالک ومدیر تھے، مولانا ضیاء الدین کو اس رسالہ کی ادارت کے لئے پٹنہ بلالیا۔ بعد میں کچھ تلامذہ نے جن میں ابوسراج مولانا عبدالحق پیلی بھیتی، مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا فضل حق رحمانی شامل تھے، محدث سورتی کے فتاویٰ جمع کرنا شروع کیے اور رسائل کی صورت میں ''اظہارِ شریعت'' کے نام سے کئی حصے شائع کیئے'' (۲۰)

جب ''ندوۃ العلماء'' کی یک طرفہ گمراہی کے پرچار کو اتحاد بین المسلمین کے نام سے آگے بڑھانے کی کوششیں کی گئیں تو علماء اہلسنت نے اس کی اصلاح کی کوششیں کیں۔ اس سلسلہ میں دیگر علمائے اہلسنت کے ساتھ حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ نے بھی بھرپور خدمات انجام دیں۔

''اس مقصد کیلئے مولانا وصی احمد محدث سورتی کو بحیثیت سفارت کار مقرر کیا گیا اور محدث سورتی ناظم ندوہ کے نام مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ایک خط لے کر جس میں پابندی اور مذہب اہلسنت کی درخواست کی گئی تھی، کانپور پہنچے اور کئی دن تک مسائل پر بات چیت کرتے رہے مگر کوئی مثبت جواب نہ ملا'' (۲۱)

''مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمہ جو مولانا وصی احمد علیہ الرحمہ کے استاد بھائی اور پیر بھائی تھے، انہیں بھی آپ نے ندوۃ العلماء کے سحر سے آزاد کرانے کی کافی کوششیں کیں'' (۲۲)

حضرت مولانا وصی احمد علیہ الرحمہ نے ہندوستان میں ''ترک تقلید کی تحریک'' کا مقابلہ کیا۔ ''میاں نذیر حسین اور ان کے تلامذہ کی عبارتوں سے ایک فتویٰ "جامع الشواهد فی اخراج الوهابیین عن المساجد" ترتیب دیا، جس پر علمائے دہلی، دیوبند، لدھیانہ، کانپور، فرنگی محل اور بمبئی کے دستخط اور مواہیر ثبت تھے۔ یہ فتویٰ ''مدرسۃ الحدیث'' پیلی بھیت کے دارالافتاء سے جاری ہو کر مطبع فیض محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا اور پورے ہندوستان میں تقسیم کیا گیا۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی نے اس فتویٰ کی کچھ کاپیاں ہندوستان کے عازمین حج کے ساتھ حجاز بھی روانہ کیں۔ مولانا وصی احمد نے ان کے ہاتھ ''جامع الشواهد''، مولانا خیر الدین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمہ کو ارسال کی جو حجاز میں ردّ وہابیت کی تحریک میں پیش پیش تھے'' (۲۳)

محمود احمد قادری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ: "جامع الشواهد باخراج الوهابیین عن المساجد" غیر مقلدوں کو مساجد سے نکالے جانے سے متعلق پہلی کتاب ہے۔'' (۲۴) تقریباً ایک درجن سے زائد مکتبہ جات سے یہ کتاب شائع کی جا چکی ہے۔ (۲۵)

ندوۃ العلماء کے مفاسد کو عوام پر واضح کرنے کیلئے جن شہروں میں ندوۃ العلماء کا اجلاس منعقد کیا جاتا، وہاں علماء اہلسنت بھی اپنا جلسہ منعقد کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ''حضرت محدث سورتی مجلس علمائے حنفیہ امرتسر کی دعوت پر ۶/رجب ۱۳۲۰ھ کو امرتسر پہنچے۔ آپ کے ہمراہ قاضی عبدالوحید فردوسی اور سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد خلف سعید حضرت محدث سورتی علیہم الرحمہ شامل تھے۔ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے ۱۰/رجب المرجب کو آخری اجلاس سے خطاب کیا اور معجزاتِ فخر موجوداتِ سید دو عالم ﷺ بیان کئے اور ندوہ کے مفسدات سے عوام کو تفصیلاً آگاہ کیا''۔ (۲۶) بعد ظہر ۲۸/دسمبر ۱۹۱۲ء کو انجمن نعمانیہ لاہور کے پچیسویں سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ ۱۱/مئی ۱۹۱۵ء کو بعد نماز عشاء انجمن خدام الصوفیہ کے جلسے میں سیالکوٹ میں بحیثیت صدر شرکت کی۔ اس سے قبل آپ نے ۱۷ شعبان ۱۳۱۹ھ/ یکم دسمبر ۱۹۰۱ء کو مجلس اہلسنت

کلکتہ کی دعوت پر پیلی بھیت سے بریلی اور پھر بریلی سے کلکتہ پہنچ کر ندوۃ العلماء کے ساتھ مناظرہ میں شرکت کی لیکن ندوی گمراہ نے راہ فرار اختیار کی اور مناظرہ کی یہ دعوت جیسے ابتدأً قبول کر لیا گیا تھا، بعد میں خاموشی کے ساتھ رد کر دی گئی۔(۲۷)

۸۔اولاد:

حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے ایک صاحبزادے مولانا عبدالاحد(م۱۳رشعبان۱۳۵۲ھ/ریکم دسمبر۱۹۳۳ء) اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔(۲۸) آپ کے صاحبزادے آپ کے خلیفہ بھی تھے۔'' مولانا عبدالاحد قادری پیلی بھیتی نے اپنی یادگار تین فرزند چھوڑے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔مولانا شاہ فضل الصمد مانا میاں، مولانا فضل احمد صوفی اور مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی۔(۲۹)

۹۔مشہور تلامذہ:

مولانا محمود احمد قادری نے تحریر کیا ہے:''حضرت مولانا سید سلیمان اشرف، چیئرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد مفتی اعظم آگرہ، مولانا مفتی عبدالقادر لاہور، ملک العلماء مولانا ظفر الدین، مولانا سید خادم حسین ابن پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا سید مصباح الحسن پھپھوندوی، مولانا عبد العزیز خان محدث بجنوری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ آپ کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔(۳۰)

''تذکرہ محدث سورتی'' میں آپ کے تقریباً ستر (۷۰) نامور تلامذہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

محدث سورتی کے مشہور تلامذہ کی علمی وملی خدمات

یوں تو دیگر علماء ومشائخ کے تلامذہ ومریدین کی طرح حضرت محدث سورتی وصی احمد علیہ الرحمۃ کے تلامذہ نے بھی گراں قدر علمی وملی خدمات انجام دیں۔ان تلامذہ میں مندرجہ ذیل تلامذہ زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔

i۔سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی:

آپ اپنے والد حضرت محدث سورتی کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔۱۸۸۳ء/۱۲۹۸ھ میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ دورۂ حدیث اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بریلی میں کیا۔آپ ہی سے دستار پہنی اور سلسلۂ قادریہ میں آپ ہی سے خلافت واجازت حاصل کی۔مسجد شہید کانپور کے معاملے میں حکومت کے خلاف احتجاج میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے گرفتار ہوئے اور تقریباً چھ ماہ قید وبند کی صعوبت برداشت کی۔(۳۱)

''تحریک ترک موالات'' کے خلاف پورے ہندوستان میں دورہ کر کے مسلمانوں کو اس کی شرعی حیثیت اور اس کے

دوررس نقصانات سے آگاہ کیا، خصوصاً روہیلکھنڈ میں اس تحریک کے خلاف آپ کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ ''تحریک خلافت'' کا ایک وفد امرتسر کے ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی قیادت میں جب پیلی بھیت پہنچا تو مولانا عبدالاحد نے وفد سے تقریباً چار گھنٹے مذاکرات کئے اور آخروقت تک ہندو مسلم اتحاد کی مخالفت کرتے رہے۔ (۳۲)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ سفر حج میں آپ نے حضرت کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کو چند احادیث سنا کر سند حدیث حاصل کی۔ ۱۳۳۴ھ میں حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ ''مدرسۃ الحدیث'' پیلی بھیت میں شیخ الحدیث کے فرائض انجام دینے لگے اور یہ سلسلہ دم آخر تک رہا۔ (۳۳)

جب ۱۹۲۵ء میں نجدی وھابیوں نے برطانیہ کی مدد سے حجاز مقدس پر قبضہ کر کے سلطان شریف حسین کی حکومت کو ختم کیا تو دیگر علمائے اہلسنت کی طرح مولانا عبدالاحد نے بھی اس قبضہ اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی پر سخت احتجاج کیا اور حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ انگریزوں کے حمایت یافتہ شاہ عبدالعزیز ابن سعود کو مسلمانوں کی دل آزاری سے باز رکھے۔ اس ضمن میں مولانا عبدالاحد نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں ''انجمن خدام الحرمین'' کے جلسوں سے خطاب کیا اور مولانا محمد علی جوہر کو مشورہ دیا کہ وہ نجدیوں کی حمایت ترک کر کے مقاماتِ مقدسہ کی بے حرمتی کو روکنے کیلئے انجمن خدام الحرمین کے پلیٹ فارم سے کام کریں۔ آپ نے بریلی اور پیلی بھیت کے جلسوں میں خطاب کیا جن میں یہ طے کیا گیا کہ علماء اہلسنت پر مشتمل ایک وفد سعودی عرب روانہ کیا جائے جو شاہ عبدالعزیز سے ملاقات کر کے اُسے مقاماتِ مقدسہ کو مسمار کرنے کے سلسلے میں مسلمانانِ ہند کے جذبات سے آگاہ کرے۔ ایک قرارداد کے ذریعے حکومت ہند سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسلمانانِ ہند کے جذبات سے حکومت برطانیہ اور شاہ عبدالعزیز کو آگاہ کرے۔ مسمار شدہ مزارات کی ازسرِ نو تعمیر کا انتظام کرائے۔ (۳۴)

آپ ہندوستان کے کئی شہروں میں تقاریر میں غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کی تردید میں ایسی دلیلیں لاتے کہ پورا مجمع بیک آواز جزاک اللہ پکار اُٹھتا۔ مرادآباد میں ایک جلسے میں آپ نے ایک گھنٹے سے زائد تقریر کی۔ حاضرین نے آپ سے مزید تقریر کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا میں اذان فجر تک کس طرح تقریر کروں کہ آپ میں سے اکثر حضرات کے تہجد قضا ہونے کا گناہ اپنی گردن پر نہیں لے سکتا۔ (۳۵)

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں ایک خصوصی تقریب کے دوران آپ کو ''سلطان الواعظین'' کا خطاب عطا فرمایا اور اپنی طویل نظم الاستمداد میں ایک شعر رقم فرمایا ہے کہ:

؎ اک اک وعظِ عبد الاحد پر
کیسے نتھنے پھلاتے یہ ہیں (۳۶)

آپ کی تحریریں صرف فتویٰ اور تقاریظ ہی کی حد تک محدود ہیں۔ ''اسوۂ رسول ﷺ'' کے عنوان سے آپ نے ایک طویل مضمون قلمبند کیا جس کو پہلی مرتبہ رسالہ کی صورت میں مکتبۂ اہلسنت پیلی بھیت نے ۱۹۲۸ء میں اور ۱۹۶۷ء میں تحریک احیائے سنت کراچی نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالاحد کے مختلف موضوعات پر مختلف رسالے مکتبۂ اہلسنت سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے لیکن باوجود تلاش بسیار کے یہ رسالے پاکستان کے کسی کتب خانے سے دستیاب نہ ہو سکے۔

آپ نے ۱۳ر شعبان ۱۳۵۲ھ ر یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کو بروز جمعہ عصر اور مغرب کے درمیان داعی اجل کو لبیک کہا۔ دوسرے دن حسبِ وصیت گنج مرادآباد میں حافظ محمد حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے خسر مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کے پہلو میں سپردِ قبر کیے گئے۔ (۳۷) آپ کے تینوں صاحبزادگان مولانا فضل الصمد شاہ مانا میاں، (م ۳۱ر جنوری ۱۹۷۷ء۔ ۱۰ر صفر ۱۳۹۷ھ)، مولانا فضل احمد صوفی (م ۴ر دسمبر ۱۹۴۸ء اور مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی (م ۱۴ر مئی ۱۹۷۶ء، ۱۳ر جمادی الاول ۱۳۹۶ھ) نے بھی آپ کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے دینی وملی خدمات انجام دیں۔

(ii) حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ

مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی ابن مولانا حکیم سید نذر اشرف ۱۵ر ذیقعدہ بروز شنبہ ۱۳۱۱ھ بمقام جائس ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد صاحب سے اور درسِ نظامی کی کچھ کتابیں مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے اساتذہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی وغیرہ سے پڑھیں۔ علی گڑھ میں مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے ''شرح تجدید اور ''افق مبین'' پڑھ کر سندِ فراغ حاصل کی۔ پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی کی خدمت میں حاضر ہوکر حدیث پڑھی اور سند حاصل کی اور دہلی میں اپنے استاد کے ''مدرسۃ الحدیث'' کی ایک شاخ قائم کر کے معلمی کا آغاز کیا۔ اپنے ماموں مولانا شاہ احمد اشرف سے مرید ہوکر تکمیل سلوک کیا اور درجۂ کمال کو پہنچے، نظم ونثر دونوں پر کمال دسترس حاصل تھی۔ مجموعہ کلام ''فرش وعرش'' کے نام سے طبع ہوا۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی اجازت حاصل تھی۔ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست مخالف اور تحریک پاکستان کے سرگرم رہنما تھے۔ ۱۹۴۶ء میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے اجلاس منعقدہ بنارس کے موقع پر کانفرنس کے صدر عمومی مقرر کیے گئے اور کانفرنس میں جو خطبہ پیش کیا وہ تحریکِ پاکستان کی دستاویز میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کا ذکر خیر اپنی تحریروں میں بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ کیا ہے اور ۱۳۷۹ھ ناگپور میں جشنِ ولادت احمد رضا کے موقع پر اپنے صدارتی خطبے میں حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کو فنِ حدیث کا امام تحریر فرمایا ہے۔ (۳۸)

مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی کا وصال ۱۷ر رجب المرجب ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء بمقام لکھنؤ ہوا۔ کچھوچھہ شریف میں تدفین ہوئی۔ مولانا سید محمد مدنی فرزند ثالث جانشین ہیں۔ (۳۹) آپ نے قرآن پاک کا اردو ترجمہ ''معارف القرآن'' بھی تحریر کیا تھا جو کئی بار ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور و کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

(iii) پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری

''مولانا سید محمد سلیمان اشرف ۱۸۷۷ء میں صوبۂ بہار کے ایک دیہات میر داد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حکیم سید محمد عبد اللہ علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔ کچھ کتابیں مولانا محمد احسن استھانوی علیہ الرحمہ سے پڑھیں اور پھر علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد مولانا ہدایت اللہ جونپوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جہاں علومِ اسلامیہ اور منطق وفلسفہ کی تمام کتابیں مکمل کیں اور مولانا ہدایت اللہ جونپوری کے ایماء پر حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے پاس پیلی بھیت پہنچے۔ تقریباً پیلی بھیت میں ایک سال قیام کے دوران ہر جمعرات کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی خدمت میں حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے ہمراہ بریلی جاتے۔ دورۂ حدیث کی تکمیل پر جب آپ بریلی حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سر دستارِ فضیلت باندھی اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔'' (۴۰)

''مقاصد ندوۃ العلماء کو عام کرنے کے لئے اور عوام الناس کو اس کی تائید سے روکنے کی تحریک میں آپ نے زمانۂ طالب علمی میں ہی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ رجب ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء میں آپ اپنے استاد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے ہمراہ مجلس علمائے حنفیہ امرتسر کی دعوت پر امرتسر پہنچے اور سنی کانفرنس میں حصہ لے کر مسجد مہر آفتاب امرتسر میں مقاصد ندوہ پر نہایت عالمانہ تقریر کی۔'' (۴۱)

مولانا سید سلیمان اشرف علیہ الرحمہ نے دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد جونپور میں اپنے استاد مولانا ہدایت اللہ جونپوری علیہ الرحمہ کے مدرسے سے تدریس کا آغاز کیا اور ۱۹۰۸ء میں مولانا کی وفات کے بعد ایم اے او کالج علی گڑھ کے شعبۂ دینیات سے بحیثیت استاد وابستہ ہوگئے۔ علی گڑھ پہنچ کر آپ نے نماز عصر کے بعد درس قراان کا سلسلہ شروع کیا جس میں علی گڑھ کے طلباء کے علاوہ مدرسین اور منتظمین بھی کثرت سے شرکت کیا کرتے تھے۔ مولانا سید سلیمان اشرف کی علی گڑھ سے وابستگی بایں معنی کرامات اولیا میں داخل تھی کیونکہ اس دور پُرفتن میں جبکہ ہر طرف سے اسلام پر اور خصوصاً تقلید ائمہ پر یلغار ہو رہی تھی اور نام نہاد علماء کا ایک طبقہ مقام مصطفیٰ ﷺ کو نعوذ باللہ گھٹانے کی فکر میں صبح وشام مصروف عمل تھا۔ مولانا سید سلیمان اشرف بلا کم وکاست اور بغیر از مصلحت نہ صرف ان کے خلاف سینہ سپر تھے بلکہ فقہ حنفی کے متصلب پیروکار بھی تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام جن افراد کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا ان کے عقائد ونظریات سے کون واقف نہیں تھا۔ خود مولانا سید سلیمان اشرف ان کے بارے میں بڑے واضح نظریات رکھتے تھے اور ان کا برملا اظہار بھی کرتے تھے لیکن آپ کی حرارت ایمانی کے آگے کسی کی کیا مجال کہ حرف آرائی کر سکے۔ (۴۲)

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے مولانا سید سلیمان اشرف کے بارے میں اپنے تاثرات کے ضمن میں تحریک ترک موالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''۱۹۲۱ء کا زمانہ ہے نان کوآپریشن کا سیلاب اپنی پوری طاقت پر ہے۔ گائے کی قربانی اور موالات پر بڑے بڑے جید اور مستند لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور اس زمانے کے اخبارات

تقاریر، تصانیف اور رجحانات کا اب اندازہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کیا سے کیا ہو گیا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ کیا جا رہا ہے وہی سب کچھ ہے۔ یہی باتیں ٹھیک ہیں ان کے علاوہ کوئی اور بات ٹھیک ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ کالج میں عجیب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ مرحوم (مولانا سید سلیمان اشرف) مطعون ہو رہے تھے لیکن چہرے پر کوئی اثر نہیں تھا اور نہ معمولات میں کوئی فرق۔ سیلاب گزر گیا۔ جو کچھ ہونے والا تھا وہ بھی ہوا لیکن مرحوم نے اس عہد سراسیمگی میں جو کچھ لکھ دیا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ حقیقت وہی تھی۔ اس کا ایک ایک حرف صحیح تھا۔ آج تک اس کی مسیحائی اپنی جگہ قائم ہے۔ سارے علماء سیلاب کی زد میں آ چکے تھے صرف مرحوم اپنی جگہ قائم تھے۔ (۴۳)

مولانا سید سلیمان اشرف نے علی گڑھ کی ملازمت کے باوجود اپنے دور کی تمام تحریکوں میں کھل کر حصہ لیا اور اپنے موقف کا واضح اعلان کیا اور یہی آپ کی شخصیت کا حسن تھا، جس کے مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی، نواب محسن الملک اور دیگر افراد ہمیشہ اسیر رہے۔ آپ نے ۱۳۳۹ھ میں بریلی میں ابوالکلام آزاد سے ترک موالات، ذبیحہ گاؤ پر پابندی اور کانگریس سے الحاق واتحاد کے موضوع پر مناظرہ کر کے ابوالکلام کو تاریخی شکست سے ہم کنار کیا۔ (۴۴)

مولانا سید سلیمان اشرف کثیر التصانیف عالم دین تھے لیکن آپ کی جن کتابوں کو شہرت دوام حاصل ہوئی ان میں ''المبین'' (عربی فیلالوجی پر تحقیقی مقالہ) ''النور'' (دوقومی نظریہ کی وضاحت میں) اور امیر خسرو کی مثنوی ''ہشت بہشت'' پر طویل مقدمہ شامل ہے۔ مشہور تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی، قاری محمد انور صمدانی گجراتی، ڈاکٹر سید عابد علی اور ڈاکٹر برہان احمد فاروقی قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا کا وصال ۲۵ راپریل ۱۹۳۹ء رمضان المبارک ۱۲۵۸ھ کو ہوا اور علی گڑھ میں ہی تدفین عمل میں آئی۔ (۴۵)

۱۰۔ تصنیفات و تالیفات:

مولانا محمود احمد قادری لکھتے ہیں کہ: ''تصانیف میں حاشیہ سنن نسائی شریف پر (مطبوعہ مطبع نظامی) حاشیہ طحاوی (مطبوعہ مصر)، تعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی (مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ)، جلالین و مشکوۃ کے حواشی۔ حضرت مولانا سردار احمد محدث لائلپوری (فیصل آبادی) آپ کی اہلیہ سے شائع کرانے کے وعدہ پر لے گئے تھے۔ پھر پتہ نہیں چلا کہ یہ حواشی کہاں ہیں اور کس کے پاس ہیں۔ ''تذکرہ محدث سورتی'' میں تقریباً بیس (۲۰) تصنیفات و تالیفات کا تذکرہ ہے۔ حاشیہ مدارک کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔ حاشیہ بیضاوی قلمی مولانا حبیب الرحمن رئیس اڑیسہ کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے، حاشیہ جلالین قلمی آپ کے وصال تک آپ کے کتب خانے میں موجود تھا، حاشیہ شرح معانی الآثار (مطبوعہ محمود نگر لکھنؤ اور مطبع المصطفائی کانپور ۱۳۰۰ھ دو جلد، ۴۴۴ اور ۴۳۶ صفات پر)، تعلیقات شروح اربعہ ترمذی شریف (مطبوعہ عربی و فارسی، اب نادر و نایاب ہو چکی ہیں) شرح سنن ابی داؤد (قلمی) مولانا غلام جیلانی میرٹھی۔ (م ۱۳۹۸ھ) کے مدرسہ کے کتب خانے

میں بحفاظت موجود ہے، افاداتِ حصن حصین (مطبوعہ ''تحفۂ حنفیہ'' ربیع الاول ۱۳۲۳ھ) امام بقالی اور مکتوب اعلیٰ حضرت، **الدّرۃ فی عقد الایدی تحت السّرۃ، کشف الغمامه عن سنیة العمامه** ۱۳۲۶ھ (۳۲صفحات)، اظہار شریعت (فتاویٰ) مطبوعہ الیکٹرک پریس بریلی ۱۳۶۴ھ، (کتب خانہ اہلسنت پیلی بھیت سے شائع کیا)، انفع الشواھد (۱۶صفحات) (شائع کردہ کتب خانہ اہلسنت پیلی بھیت)، حاشیہ مقاماتِ حریری (مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۰۲ھ) یہ حاشیہ اب صرف رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔ حاشیہ شافیہ قلمی (مطبوعہ مطبع مصطفائی کانپور ۱۳۹۸ھ)، تعلیقات شرح ملا حسن (یہ نسخہ مفتی وقار الدین پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے ذاتی کتب خانے میں موجود تھا، مطبوعہ مطبع محمدی (محمد یعقوب) ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن اس پر سال طباعت درج نہیں ہے۔) حاشیہ میبذی (مطبوعہ مطبع نظامی کانپور۔ مدرسۂ عربیہ نیو ٹاؤن کی لائبریری میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔) ان کے علاوہ ملا علی قاری کی شرح شفاء اور امام محمد کی موطا پر مختصر تعلیقات مولانا وقار الدین پیلی بھیتی کے ذاتی کتب خانہ میں موجود تھے۔ اس کے علاوہ بحیثیت طبیب بھی حضرت محدث سورتی نے ''علم طب'' کی بعض کتب پر حواشی وافادات قلمبند کیے ہیں۔ (۴۶)

۱۱۔ وصال ومدفن:

''۱۳۳۴ھ، ۸ر جمادی الآخر کو آپ کا انتقال ہوا۔ مدرسۃ الحدیث کے احاطے میں اس گنجینۂ فضل وکمال کو سپرد خاک کیا گیا۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے وفات کا مادۂ تاریخ آیۂ کریمہ **یطاف علیهم بآنیة من فضة واکواب** کہا۔ آپ کے تلمیذ مولانا سید مصباح الحسن علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ حضرت کی تمنا تھی کہ میری موت حدیث پڑھاتے ہوئے آئے چنانچہ بوقت وفات مشکوۃ شریف آپ کے سینے پر تھی اور **اھدنا الصراط المستقیم** پر روح نے جسم سے جدائی اختیار کی۔ (۴۷)

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حوالہ جات

۱۔ تذکرہ علماء اہلسنت، ص ر ۲۵۷۔

۲۔ ایضاً ص ر ۲۵۷، تذکرہ محدث سورتی، ص ر ۲۹، ۳۱، ۳۴، تذکرہ علمائے اہلسنت اور مولانا قاری احمد علی پیلی بھیتی کی قلمی یادداشتیں میں نسب میں ناموں میں تقدیم وتاخیر ہے۔ محمد قاسم بن محمد طاہر اور محمد طاہر بن محمد قاسم بالترتیب ہیں۔

۳۔ ایضاً ص ر ۲۵۸۔

۴۔ ایضاً ص ر ۲۵۸، تذکرہ محدث سورتی، ص ر ۳۷، کانپور، بحوالہ پروفیسر انصار حسین، گنج ہائے گراں مایہ، ص ر ۲۰، ماہ وسن ندارد۔

۵۔ ایضاً ص ر ۴۵۔۶۴، علی گڑھ، کانپور، (تذکرہ محدث سورتی میں خواجہ رضی حیدر صاحب نے ص ر ۶۴ پر لکھا)

۶۔ ایضاً ص ر۲۵۹۔

۷۔ ایضاً ص ر۲۵۹۔

۸۔ ایضاً ص ر۲۵۹، ایضاً ص ر۷۰، بحوالہ سالانہ رپورٹ جامع امدادیہ کشور گنج ص ر۱۶، مطبوعہ کشور گنج میمن سنگھ،۱۹۶۲ء، تذکرہ محدث سورتی ص ر۷۱ پر ۱۸۷۹ء ر ۱۲۹۶ھ لکھا ہے۔

۹۔ تذکرہ محدث سورتی ص ر۵۹۔۶۰، تذکرہ علماء اہلسنت ص ر۲۶۱

۱۰۔ ایضاً ص ر۶۱، ۶۲، بحوالہ رموز الاطباء جلد اوّل ص ر۱۳۵، حکیم محمد فیروز الدین، اسٹیم پریس، لاہور۔

۱۱۔ ایضاً ص ر۶۲

۱۲۔ ایضاً ص ر۷۵، تذکرہ علماء اہلسنت ص ر۲۵۹، تذکرہ علماء اہلسنت ص ۲۵۹ پر ''مدرسہ حافظیہ'' تحریر ہے۔

۱۳۔ ایضاً ص ر۷۸، ایضاً ص ر۲۵۹، تذکرہ علماء اہلسنت ص ر۲۵۹ پر ۱۳۰۱ھ جبکہ تذکرہ محدث سورتی ص ر۷۷ پر ۱۳۱۴ھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قطعہ اراضی خریدنے میں آپ کے بھائی مولانا عبداللطیف سورتی کا نام تحریر ہے۔

۱۴۔ ایضاً ص ر۷۶۔

۱۵۔ ایضاً ص ر۷۸۔

۱۶۔ تذکرہ علماء اہلسنت ص ر۲۵۹۔۲۶۰۔

۱۷۔ ایضاً ص ر۲۶۰، (اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ ناصرالدین)

۱۸۔ ایضاً ص ر۱۵۴، مطبوعہ کانپور، ۱۳۹۱ھ، تذکرہ محدث سورتی ص ر۷۸۔۷۹،

۱۹۔ تذکرہ محدث سورتی ص ر۷۹۔

۲۰۔ ایضاً ص ر۸۶، تذکرہ محدث سورتی ص ر۶۰ پر لکھا ہے کہ آپ نے ۱۲۸۸ھ میں فتوی نویسی کا آغاز کیا کیونکہ اس مہر پر ۱۲۸۸ھ کندہ ہے۔ ممکن ہے ۱۲۸۵ھ سے فتویٰ نویسی شروع کی ہو اور مہر ۱۲۸۸ھ میں بنوائی ہو۔ (ناصرالدین)
خواجہ رضی حیدر صاحب نے لکھا ہے کہ پیلی بھیت کے بھی کئی اصحاب نے جن میں مولانا افتخار ولی صاحب سرِ فہرست ہیں کچھ فتاویٰ فراہم کئے جو بہر حال اب کتابی صورت میں شائع ہو سکتے ہیں'' (تذکرہ محدث سورتی ص ر۸۶، لہٰذا انہیں شائع کر دینا چاہیئے)

۲۱۔ ایضاً ص ر۱۰۹۔۱۱۰، بحوالہ ''مراسلات منت وندوہ'' مطبوعہ مطبع نظامی بریلی ۱۳۱۳ھ، وسرگزشت وماجرائے ندوہ، ص ر۳، مرتبہ مولانا عبد الحیٔ پیلی بھیتی، مطبع قادری پریس، بریلی، ۱۳۱۳ھ۔

۲۲۔ ایضاً ص ر۱۱۲ تا ۱۲۳، بالاختصار۔

۲۳۔ ایضاً ص ر۱۳۱۔۱۳۷۔

۲۴۔ تذکرہ علماء اہلسنت ص ر۲۶۱، (پہلی کتاب ہونے کے حوالے سے تحقیق کی ضرورت ہے۔ ناصرالدین)

۲۵۔ تذکرہ محدث سورتی ص ر۱۳۷۔۱۳۸، پر ان مکتبہ جاب کی فہرست دی گئی ہے۔

۲۶۔ ایضاً ص ر۱۷۹۔۱۸۰۔

۲۷۔ ایضاً ص ر۱۷۹ تا ۱۸۴ بالاختصار۔

۲۸۔ ایضاً ص ر۲۰۹، ۲۱۸۔

۲۹۔ ایضاً ص/۲۱۹۔

۳۰۔ تذکرہ علماء اہلسنت، ص/۲٦۰۔

۳۱۔ تذکرہ محدث سورتی، ص۲۱۱،۲۱۲، بالاختصار

۳۲۔ ایضاً ص۲۱۳، بالاختصار، بحوالہ تاریخ ہند و پاکستان، ص ۳٦۷، مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷٦ء

۳۳۔ ایضاً ص۲۱۵، ایضاً ص۲۱٦ بحولہ اخبار الفقیہ، امرتسر، ۷ جولائی ۱۹۲٦ء

۳۴۔ ایضاً ص۲۱۵، ۲۱٦، بالاختصار

۳۵۔ ایضاً ص ۲۱۷، بحوالہ الاستمداد ص۱۹٦، مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ، مظہر فیض رضا لائلپور ۱۳۹٦ھ

۳٦۔ ایضاً۔ص ۲۱۱

۳۷۔ ایضاً ص۲۱۸، ۲۱۹، بالاختصار

۳۸۔ ایضاً ص ۲٦۹، ۲۷۰، بحوالہ المیزان بمبئی، ص ۲۴۷، امام احمد رضا نمبر

۳۹۔ ایضاً ص ۲۷۰، تذکرہ علمائے اہلسنّت، ص ۲۳۵، ۲۳٦، بحوالہ تحائف اشرفی، فرش پر عرش، محدث اعظم نمبر پاسبان الہ آباد، تذکرہ مشائخ قادریہ، ص ۲۷۱، فقیہ اسلام ص ۲٦۱، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۳۵، اکابر تحریک پاکستان، ص ۲۰۹ تا ۲۱۱، بالاختصار۔
(محترم جناب خواجہ رضی حیدر صاحب نے ''مدنی'' کے بجائے ''ہمدانی'' لکھا ہے جو غلط ہے۔ محترم جناب مولانا سید محمد مدنی میاں مدظلہ العالی کو احقر راقم الحروف کے مرشد حضرت شیخ محمد مودود احمد العلیمی الرشیدی القادری علیہ الرحمۃ کے بھتیجے داماد ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ قادریہ احمد رشیدیہ میں بھی آپ سے خلافت حاصل ہے۔ (ناصر الدین)

۴۰۔ ایضاً، ص ۲۷۰، ۲۷۱۔ تذکرہ علمائے اہلسنّت، ص ۱۰۰، ۱۰۱، المبین، ص ۱۷، بحوالہ روئیداد، جلسہ علمائے اہلسنّت ص ۱۲، مطبوعہ حنفیہ پٹنہ ۱۳۲۰ھ، فقہ اسلام، ص ۲۷۳

۴۱۔ ایضاً ص ۲۷۱، ایضاً ص ۱۰۰، تذکرہ مشائخ قادریہ، ص ۲٦۴ تذکرہ مشائخ رضویہ، ص ۴٦۴

۴۲۔ فیضان قادریہ، ص ۵۳ تا ۵٦

۴۳۔ گنج ہائے گرانمایہ، ص ۲۷

۴۴۔ ایضاً ص ۲۷۲، بحوالہ ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست

۴۵۔ ایضاً ص ۲۷۲، ۲۷۳، تذکرہ علمائے اہلسنّت، ص ۱۰۱، فیضان قادریہ، ص ۵٦

۴٦۔ ایضاً ص ۳۲۲ تا ۳٦۳ بالاختصار

۴۷۔ تذکرہ علمائے اہلسنّت، ص ۲٦۰، تذکرہ محدث سورتی، ص ۱۹۳